سوال

(138) منی ٗ مذی اور ودی کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا منی ٗ ودی اور مذی ایک جیسی نجاستیں ہیں؟ اخوکم محب اللہ

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

علماء نے منی کے پاک یا نجس ہونے میں اختلاف کیا ہے اصح قول یہ ہے کہ منی پاک ہے لیکن نظافت کے طور پر اسے کھرچا یا دھوکا جائے گا اور یہ بمنزلہ ناک اور تھوک کے ہے ۔ دلائل یہ ہیں :

اول : عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یقیناوہ نبی ﷺ کے کپڑے سے منی کھرچا کرتی تھیں پھر وہ اس میں نماز پڑھتے تھے ' (مسلم 1 14) یہ حدیث دلیل ہے کہ اگر منی نجس ہوتی تو اس کا کپڑے سے کھرچنا کافی کیونکر سمجھا جاتا کیونکہ کھرچنے سے نجاست بلا اتفاق کپڑے میں باقی رہتی ہے ۔)

دوم : عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ گھاس کے تنکے کے ساتھ منی اپنے کپڑے سے ہٹاتے پھر اس میں نماز پڑھتے تھے اور اگر خشک ہوتی تو اپنے کپڑے سے کھرچ کر اس میں نماز پڑھتے تھے ۔ مسند احمد (6 243) اور اس کی سند صحیح ہے یہ یہ احکام طبی طور گھن آنے والی چیزوں کا ہے پلید چیزوں کا نہیں ۔ بیہقی (2 418) الارواء (1 197) ۔

سوم : ابن عباس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ سے منی کے بارے میں پوچھا گیا جو کپڑوں کو لگ جاتی ہے یہ بمنزلہ ناک اور تھوک اور رینٹھ کے ہے اسے کسی کپڑے یا تنکے سے دور کرلینا چاہیے ۔ دار قطنی (1 124) بیہقی (2 418) یہ حدیث موقوفا صحیح ہے اور مرفوعا بھی محدثین کی ایک جماعت نے اسے صحیح کہا ہے جیسے التعلیق المغنی علی سنن الدارمی اور امام زیلعی نے الریہ (1 210) میں مرفوع صحیح کہا ہے ۔ مراجعہ کریں الجمع (1 279) ۔

چہاوم : عمر سے کسی نے پوچھا مجھے کمبل پر احتلام ہوگیا ہے تو آپ کے فرمایا '' اگر تر ہو تو دھولے اور خشک ہو تو نوچ لے ۔ اور اگر پتہ نہ چلے تو اس پر چھینٹے مارلے ۔

ابن ابی شیبہ (1 75) ۔ اسی وجہ سے ابن جوزی کہتے ہیں اس حدیث میں منی کے نجس ہونی کی دلیل نہیں کیونکہ یہ گھن کی وجہ سے دھونا نجاست کی وجہ سے نہیں ۔ نصب الرایہ (1 210) ۔

پنجم : مصعب ابن سعد اپنے والد سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے کپڑے پر اگر منی لگ جاتی تو اگر تر ہوتی تو دور کر دیتے اور اگر خشک ہوتی تو کھرچ لیتے اور پھر اس (کپڑ ے) میں نماز پڑھتے۔ بیہقی (2 218) ابن ابی شیبہ (1 87)۔

امام بیہقی نے (1 419) میں کہا ہے : منی صرف صفائی کی وجہ سے دھوئی جاتی ہے جس طرح ناک رینٹھ وغیرہ کپڑے سے نظافت کے لیے دھوئی جاتی ہیں نجاست کے لیے نہیں۔

ششیم : اصل تمام چیزوں میں طہارت ہوتی ہے اس لیے منی کے پاک ہونے کا فیصلہ کرلینا چاہیے یہاں تک کہ اس کے پلید ہونے کی دلیل مل جائے باوجود کوشش بسیار کے ہمیں کوئی اصل ہاتھ نہ آیا۔ معلوم ہوا جس چیز کے لگ جانے سے احتراز ممکن نہ ہو تو وہ معاف ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ منی کا بدن کو کپڑے کو بستر ے کو غیر اختیاری طور پر لگ جانے سے امکانات بنسبت بلی کا برتنوں کے جھوٹا کرنے کے زیادہ ہیں یہ فضلات کا طوف ہے بلکہ انسان کا رینٹھ اور تھوک کا کپڑے کو لگ جانے سے بچنا ممکن ہے اور احتلام وجماع میں منی سے نہیں بچا جاسکتا۔ اور یہ ظاہری مشقت طہارت کو واجب کرتی ہے اگرچہ نجس قرار دینے کا مقتضیٰ موجود ہو۔

آپ دیکھتے نہیں کہ شارع نے عادی نجاست کے (پیشاب پاخانہ) بارے میں تخفیف کی ہے اور ڈھیلوں سے استنجاء کو کافی قرار دیا ہے۔ باوجود یہ کہ پانی کے ہوتے ہوئے ڈھیلوں سے استنجاء کا ایجاب ' بنسبت منی سے کپڑے کے دھونے کے زیادہ آسان ہے خاص کر فقیر کے لیے سردیوں میں یا جس کے پاس ایک ہی کپڑا ہو ' فتاویٰ لابن تیمیہ (21 591)۔

ہفتم : اگر منی نجس ہوتی تو نبی ﷺ نے اس کے ازالے کا حکم دیا ہوتا۔

یہ بات طے ہے کہ اکثر کوئی چیز نبی ﷺ کے زمانے میں کثیر الوقوع ہو اور ان کے بعد بھی ضروری تھا کہ نبی ﷺ اس شافی بیان فرماتے اگر نجس ہوتی اور اس کا ازالہ ضروری ہوتا جب نبی ﷺ نے اپنے قول وفعل سے منی کا نجس ہونا بیان نہیں فرمایا نہ ہی صراحتا یا دلالۃ یہ بیان فرمایا تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اصل میں پاک ہے کیونکہ اصل ہر چیز میں طہارت ہے حب تک کہ اس کے خلاف دلیل قائم نہ ہو۔ یہ قاعدہ ہے مفتی کو اس پر متنبہ رہنا چاہیے۔ علامہ ابن حزم نے المحلیٰ (1 124) مسلہ نمبر (131) میں فرمایا ہے منی پاک ہے پانی میں ہو یا بدن پر یا کپڑے پر اس کا ازالہ فرض نہیں۔ یہ مانند لال کے ہے دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

پھر ھمام بن حارث کی حدیث ذکر کی ہے وہ کہتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مہمان کو دعوت کے لیے پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا کہ وہ کپڑے سے جنابت (منی) کو دھو رہے ہیں تو ف رمانے لگیں کیوں دھو رہے ہو؟ میں نبی ﷺ کے کپڑے سے کھرچا کرتی تھی تو انھوں نے کپڑے سے منی دھونے کو منکر سمجھا' پھر دوسری حدیث ان لفظوں میں ذکر کی ''میں نبی ﷺ کے کپڑے سے خشک کھرچا کرتی تھی پھر مخالفین کے دلائل کے جوابات ذکر کیے۔

ہشتم : منی ذکر سے نکلنے والی تمام چیزوں سے خلقی لحاظ سے مختلف ہوتی ہے یہ غلیظ جبکہ تمام پتلی ہوتی ہیں۔ اس کا رنگ سخت سفید ہوتا ہے جبکہ دیگر کا اس طرح نہیں اس کی بو کھجور کے خوشے کی طرح ہوتی ہے اور باقی چیزوں کی بو خبیث ہوتی ہے پھر انبیاء اولیاء صلحاء سب کی ولادت اسی پانی سے ہوئی ہے اور انسان کو اللہ تعالیٰ نے کرامت بخشی ہے پھر کیونکہ اس کا اصل نجس ہوسکتا ہو۔

اسی لیے ابن عقیل نے منی کو نجس کہنے والے کسی شخص سے مناظرے میں کہا تھا وہ اور منی میں تو اس کے اصل کو جس سے پیدا ہوا ہے پاک قرار دینا چاہتا ہوں جبکہ یہ نجس قرار دینے پر مصر ہے۔ پھر منی کی حالت اور فضلے کی حالت کچھ اور بلکہ جو غذا ہے اور بدن کا وہ مادہ ہے جس سے نسل قائم رہتی ہے۔ تو یہ بنسبت فضلے کے اصل کے زیادہ مشابہ ہے۔

امام ابن قدامہ مغنی (1 771) میں کہتے ہیں : منی پاک ہے امام احمد کا مشہور قول یہی ہے اور یہ قول ہے سعد بن ابی وقاص اور ابن عمر ابن عباس فرماتے ہیں ''اسے گھاس یا کپڑے اور اگر چاہتا ہے تو مت دھو۔

ابن مسیب کہتے ہیں اگرایسے کپڑے میں (جس کو منی لگی ہو) نماز پڑھ لے تواعادہ نہ کرے کیونکہ انسان کی تخلیق کی ابتداء اسی سے ہوئی ہے تو مٹی کی طرح یہ بھی پاک ہے اوراس لحاظ سے یہ پیشاب سے الگ ہے انسان کی پیدائش اسی سے ہوتی ہے ۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری (1 265) میں کہا ہے 'باب غسل المنی وفرکہ ''منی کو دھونے اور کھرچنے کا باب امام بخاری حدیث فرک نہیں لاتے ہیں بلکہ اپنی عادت کے مطابق ترجمۃ الباب میں اشارہ کو ہی کافی سمجھا ہے اوروہ حدیث جس میں دھونے کا ذکر ہے اوروہ حدیث جس میں کھرچنے کا ذکر ہے دونوں کے درمیان تطبیق ہوسکتی ہے اگر منی کو پاک کہا جائے تو والی دحدیث کو نظافت کےلیے استحباب پر محمول کیا جائے وجوب پر نہیں اوریہی طریقہ شافعی کا ہے اوراصحاب الحدیث کا ہے ۔اوراگر نجاست کا حکم لگایا جائے توبھی ممکن ہے کہ دھونا محمول تر ہونے کی حالت میں اور کھرچنا محمول ہوخشک ہونے کی حالت میں ۔ یہ طریقہ حنفیوں کا ہے ۔

پہلا طریقہ رواجح ہے اس لئے کہ اس میں خبر اورقیاس دونوں پر عمل ہے کیونکہ اگر یہ نجس ہوتو یہ قیاس یہ چاہتا ہے دھونا فرض ہو صرف کھوچنے پر کتفاء نہ ہو۔ جیسے خون وغیرہ اوروہ اس خون میں معاف نہ ہو صرف کھرچنے پر اکتفاء نہیں کرتے ۔

اوردوسرے طریقے کے خلاف ہے وہ روایت جوابن خزیمہ میں دوسری سند سے آئی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے کپڑے سے اذخر کے تنکے سے دورک دیتی تھیں اورجب خشک ہوتی توکھرچ دیتی تھیں پھر آپ ﷺ اس میں نماز پڑھتے تھے تواس روایت سے خشک وتر دونوں حالتوں میں نہ ہوناثابت ہوتا ہے ۔ فقہ السنہ (251) میں '' یہ پاک ہے اوردھونا مستحب ہے ۔ 'امام نووی شرح مسلم (1 140) میں کہتے ہیں ''اکثر علماء کہتے ہیں کہ منی پاہے '' علی بن ابی طالب سے روایت ہے اورسعد 'ابن عمر' عائشہ داؤداوراحمد سے یہی مروی ہے ۔ یہ دلائل ہم نے ذکر کردئیے اس کا مطالعہ کریں ۔اورجولوگ نجاست منی کے قائل ہیں ان کے پاس کوئی ظاہر دلیل نہیں ۔ان کے پاس صرف شبھات ہیں جن کا شیخ الاسلام اپنے فتاویٰ (21 592) میں جواب دے دیے ہیں ۔

مذی اوراس کا حکم

مذی : یہ پلید ہے ذکراور خصیوں کواس سے دھونا چاہیے کیونکہ علی بن ابی طالب کی حدیث ہے وہ کہتے ہیں میں مذی والا شخص تھا تو میں نے مقداد کو نبی ﷺ سے پوچھنے کا کہا کیونکہ میں ان کی بیٹی میرے نکاح میں ہونے کی وجہ سے نہیں پوچھ سکتا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا : ذکر کو دھوئے اور وضوء کرے ۔''بخاری (1 41) مسلم (1 143) المشکوۃ (1 40) اورابوداؤد رقم (208) میں ہے اپنے ذکراور خصیوں کو دھوئے 'اوراس کی سند صحیح ہے ۔

اورابوداؤد میں (برقم : 211) میں عبداللہ بن سعد انصاری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کس چیز سے غسل کرنا واجب ہے اوروہ پانی کے بعد نکلتا ہے تو آپ نے فرمایا یہ مذی ہے اورمرد کی نکلتی ہے تواس کے نکلنے سے اپنے فرج اور خصیوں کو دھولے اورپھر وضوء کرلے جس طرح نماز کےلیے وضوء کرتا ہے ۔ اوراسکی سند صحیح ہے ۔

توان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مذی کے نکلنے سے ذکراور خصیوں کو دھونا واجب ہے جبکہ کپڑے پر نہ لگی ہو۔ کپڑے پر مذی لگنے کی صورت میں چھینٹے مارنا کافی ہے کیونکہ دھونے میں حرج ہے ۔اس لیے امام ابن عثیمین نے مجموعہ (4 222) میں کہا ہے 'کہ ودی اور منی کے احکام یہ ہیں کہ ودی کا حکم من کل الوجوہ پیشاب کا ہے اورمذی کا حکم پاک کرنے کے بارے میں پیشاب سے مختلف ہے کیونکہ اس کی نجاست پیشاب کی نجاست سے انخف ہے تواس میں چھینٹے مارنے کافی ہیں ۔وہ محل جہاں مذی لگ جائے پانی پہنچانا کافی ہے نچوڑنے اورکھرچنے کی ضرورت نہیں ۔اوراس طرح اس میں ذکراور حصیوں پر اگرچہ مذی نہ لگی ہودھونا واجب ہے ۔

اور منی پاک ہے تواس کا دھونا لازم نہیں البتہ صرف اس کا اثر زائل کرنے کےلیے دھویا جاسکتا ہے اس غسل فرض ہوجاتا ہے ۔اورپیشاب سے وضوء فرض ہوتا ہے ۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ الدین الخالص

ج1ص316

محدث فتویٰ